

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ماہِ رمضان کے بعد ہماری حالت

ہم نیکی سے مستغنی کیوں ہو جاتے ہیں؟
 روزوں کی قبولیت کی علامت
 باقی ارکانِ اسلام کا بھی اہتمام
 ٹریننگ کا مہینہ
 اس روش کی بنیادی وجہ
 روزوں کے ذریعے ایک خاص تربیت
 رحمتِ خداوندی سے لا تعلقی ممکن نہیں
 ہر ماہ؛ ماہِ رمضان ہو

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَسَيِّئَاتٍ
 أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ
 وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ. أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ
 اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرُّ الْأُمُوْر مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ
 مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٍ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ.
 أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِیْمِ.

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ﴾ [الحجر: ۹۹]

”اپنے پروردگار کی عبادت تب تک کرتے رہیے جب تک آپ کا وقت آخری نہیں آ جاتا۔“

کیا روزے دار ماہِ رمضان کے بعد بھی اسی حالت پر رہتا ہے جس پر وہ رمضان المبارک میں تھا؟ یا کہ وہ اس عورت کی طرح کرتا ہے جس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دی ہے کہ وہ بڑی محنت سے سوت کاتی ہے اور پھر خود ہی اس کو اُدھیڑ ڈالتی ہے؟ تو کیا وہ جو رمضان المبارک میں روزے دار، اور قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا، صدقہ و خیرات کرنے والا، راتوں کو قیام کرنے والا اور نیکی کے تمام کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والا تھا، کیا وہ رمضان کے بعد بھی اسی حالت پر ہے یا راہ سے بھٹک گیا ہے؟ ہماری تو اجتماعی صورتِ حال ہے وہ یہی ہے کہ ہم ہر بار ماہِ رمضان کے بعد ارادتاً راہ سے بھٹک جاتے ہیں اور یوں سمجھنے لگتے ہیں کہ جیسے نیکی کے ایام ختم

ہو گئے ہیں اور اب پھر سے اپنی دنیوی مشغولیات میں اس قدر غرق ہو جائیں کہ مسجد کی یاد تک نہ آئے۔ جبکہ مذکورہ آیت کریمہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ کی بندگی ہی جینے کا اصل مقصد ہے اور جب تک مسلمان کو موت نہیں آ جاتی تب تک وہ اپنے پروردگار کی عبادت کا پابند ہے۔ یہ انسان کی طرف سے ان لاتعداد و بے حساب انعامات و احسانات کا شکرانہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر کیے ہوئے ہیں۔

ہمیں ہر سال یہ منظر دیکھنے کو ملتا ہے کہ رمضان المبارک میں مسجدیں تنگ ہو جاتی ہیں، مسجد کے اندر تو اندر بلکہ خارج مسجد میں بھی جگہ مشکل سے ہی مل پاتی تھی، کتنے ایسے لوگ تھے جن کا قیام کسی بڑی مسجد کے علاوہ اور کہیں ہوتا ہی نہیں تھا، لیکن افسوس کہ رمضان کیا گیا ان کی یہ عبادتیں بھی ہوا ہو گئیں، اور اب بھول کر بھی ان کے قدم مسجدوں کی طرف نہیں اٹھتے۔ بقول شاعر:

اب عطر بھی ملتے ہیں تو محبت نہیں ملتی

وہ دن ہوا ہوئے کہ پسینہ گلاب تھا

حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ ایسے ہی لوگوں کے متعلق فرمایا کرتے تھے: مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو اپنے رب کو سوائے رمضان المبارک کے اور کسی مہینے میں نہیں پہچانتے۔

ہم نیکی سے مستغنی کیوں ہو جاتے ہیں؟

ماہِ رمضان میں ہمیں ایک خاص ماحول میسر آتا ہے جس میں ہم پوری دلجمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت کا اہتمام کرتے ہیں اور پورا مہینہ نیکی و تقویٰ کے کاموں میں گزارتے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ہم رمضان المبارک کے رخصت ہوتے ہی اللہ سے تعلق کو بھی خیر باد کہہ دیتے ہیں۔ مساجد ویران ہو جاتی ہیں، فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہونے لگتی ہے، نیکی کا جذبہ ماند پڑ جاتا ہے، شیطان کو خود ہی اپنے آپ پر مسلط کر لیتے ہیں، مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی، خیر خواہی اور تعاون کا جذبہ بھی مفقود ہو جاتا ہے، غرضیکہ ہر وہ اچھا کام جو ماہِ رمضان کی برکت سے ہماری ذات میں پیدا ہوا ہوتا ہے وہ رمضان کے جاتے ہی ہم سے نکل جاتا ہے۔ صرف یہیں بس نہیں ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کے بھی اس قدر طلب گار نہیں رہتے جس قدر ہم رمضان میں دکھائی دیتے ہیں۔ جبکہ ماہِ رمضان کے بعد ہمیں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہنے کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ تب تو شیطان بھی کھول دیا جاتا ہے جس کو ماہِ رمضان میں جکڑ دیا گیا ہوتا ہے۔

نبی مکرم ﷺ کا یہ فرمان ہم نے بارہا سنا کہ جو شخص ماہِ رمضان کے روزے رکھتا ہے اور قیام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ ہم نے حتیٰ الوسعت ماہِ رمضان میں اپنی بخشش کا سامان کیا۔ لیکن

کیا ماہِ رمضان کے گزرتے ہی ہمیں اب ہمیں مغفرت کی ضرورت نہیں رہی؟ کیا اب ہمیں وہ نیک اعمال ترک کر دینے تھے جو مغفرت کا ذریعہ بنے تھے؟ یا ان پر عمل پیرا رہ کر آئندہ کی کوتاہیوں کا ساتھ ساتھ ہی کفارہ کرتے رہنا چاہیے تھا؟ ہمیں تو اس بات کا شکر کرنا اور رب تعالیٰ کا احسان ماننا چاہیے کہ اس نے ہمیں پسند کیا اور اپنی مہربانی سے یہ توفیق دی کہ ہم صیام و قیام کا عمل کر پائے۔

ہمیں اس بات کو اس پہلو سے سوچنا چاہیے کہ ماہِ رمضان کے رخصت ہونے کے بعد ہم جن نیک کاموں کو چھوڑ دیتے ہیں وہ کس بنیاد پر چھوڑتے ہیں؟ کیا یہ ہمارا اختیاری معاملہ تھا؟ ہرگز نہیں، بلکہ ہم تو اس کے مکلف ہیں کہ ہماری وہی ایمانی حالت سال بھر رہے۔ ہاں بحیثیت انسان کوتاہی ہو جائے تو وہ یقیناً اللہ کے ہاں مغفور ہے مگر ایک سچے مسلمان کی طرف سے اپنے فرائض اور حقوقِ الہی کی ادائیگی کو ترک کر دینا تو درکنار، ان میں سستی بھی نہیں ہونی چاہیے۔ مذکورہ بالا آیت کے پیش نظر ہماری یہ ڈیوٹی موت تک لگی ہوئی ہے کہ ہم اپنے پروردگار کی بندگی بجالاتے رہیں۔ پھر بعد از رمضان ہماری ایمانی حالت کا یکسر تبدیل ہو جانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے وفائی ہے۔ کیا ہم نے صرف ایک ماہ کے لیے ہی نمازیں پڑھنی تھیں؟ کیا صرف ایک ماہ ہی صدقہ و خیرات کا تھا؟ کیا صرف ایک ماہ میں ہی نوافل کے اہتمام کی زحمت کرنا تھی؟ کیا پڑوسیوں، رشتہ داروں اور مسلمان بھائیوں کے ساتھ ہمدردی و غم گساری کا حکم ایک ماہ کے لیے ہی آیا ہے؟ کیا ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ماہ تک ہی تعلق جوڑے رکھنا تھا؟ یقیناً ہماری حالت تو اس آیت کے مصداق لگتی نظر آتی ہے کہ:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾ [الزمر: ۶۷]

”انہوں نے اللہ کی قدر ہی نہ کی جس طرح قدر کرنے کا حق تھا۔“

روزوں کی قبولیت کی علامت

ماہِ رمضان کے بعد مسلمان کا نیک اعمال پر کاربند رہنا اور گناہوں سے بچتے رہنا اللہ تعالیٰ کے ہاں روزے قبول ہونے کی علامت ہوتا ہے جبکہ رمضان گزرتے ہی راہِ نیکی سے بھٹک جانا اور اپنے نفس کی پیروی کرنے لگ جانا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اس بندے پر ماہِ رمضان کے نیک ماحول کا بالکل اثر نہیں ہوا اور اس نے اس مبارک مہینے سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ بلکہ ایسے شخص کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جن کے متعلق رسولِ مکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ:

((كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الْجُوعُ، وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ

إِلَّا السَّهَرُ)) [مسند أحمد: 9685]

”بہت سے روزے دار ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے پاس ان کے روزے میں سے بھوک کے سوا کچھ نہیں بچتا اور بہت سے قیام کرنے والے ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جنہیں بے خوابی کے سوا کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا۔“

یعنی انہیں روزہ رکھنے اور قیام کرنے کے مقاصد ہی معلوم نہیں ہوتے۔ وہ بس چند دن نیکی کے ماحول سے متاثر ہو کر صیام و قیام کا اہتمام کرتے ہیں لیکن بعد میں پھر پہلے کی اسی بے عملی والی زندگی پر آ جاتے ہیں۔ ایسے لوگ دن بھر بھوکے پیاسے رہنے اور رات بھر قیام کرنے کے باوجود اجر و ثواب سے محروم رہتے ہیں کیونکہ انہوں نے روزے تو رکھ لیے ہوتے ہیں لیکن اپنے اعمال و کردار کی اصلاح کی طرف توجہ نہیں دی ہوتی، جو کہ رمضان کی روحانی تربیت سے اصل مقصود ہے۔

لہذا اجر و ثواب کی محرومی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ بندہ ماہِ رمضان کے دوران بھی اپنے اعمال و کردار کی اصلاح کرے اور بعد میں بھی اپنے نیک معمولات میں تبدیلی نہ لائے بلکہ انہیں تسلسل کے ساتھ ویسے ہی جاری رکھے۔

باقی ارکانِ اسلام کا بھی اہتمام

ہمیں اس بات کا بھی خیال رہنا چاہیے کہ روزہ تو اسلام کا ایک رکن ہے، جو سال بعد آتا ہے، اگر ہم نماز کو اسی کے ساتھ خاص کر دیں تو کیا یہ درست ہوگا؟ جبکہ نماز تو سال بھر میں روزانہ پانچ وقت فرض ہے؟ گویا ہم سال بعد ایک رکن کو تو نہایت اہمیت دیتے ہیں جبکہ اس سے بھی اوّل رکن کو روزانہ ترک کرتے ہیں۔ ہم روزانہ پانچ بار ایک عظیم کو ترک کرنے پر روزِ قیامت خدا کو کیا جواب دیں گے؟! لہذا اس رکن (روزے) کی ادائیگی کے بعد باقی تمام ارکان بھی کما حقہ ادا کرنے چاہئیں تا کہ کسی ایک میں بھی کوتاہی باعثِ مواخذہ نہ ہو سکے۔

ٹریننگ کا مہینہ

مسلمان کو تو چاہیے کہ وہ ماہِ رمضان کو ٹریننگ کا مہینہ سمجھے اور جو کچھ اس میں سیکھا ہوتا ہے اس کو باقی گیارہ مہینوں میں کام میں لائے اور اس مبارک مہینے کے بعد زندگی کی نئی کتاب کھولے جس کا ہر صفحہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری سے بھرا ہو۔ یوں وہ مستقل طور پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مصروف اور اس کی معصیت سے محفوظ رہے گا۔

صرف رمضان المبارک میں زیادہ ثواب کی غرض سے عبادت کا اہتمام کرنے والے انسان کی مثال تو

ایسی ہے جو کسی ایک خاص مہینے میں بونس (Bonus) کی خاطر اضافی محنت کرتا ہے اور دیگر تمام مہینوں میں وہ اپنے لازمی فرائض بھی ادا نہیں کرتا۔ یقیناً ایسے شخص کو سال کے گیارہ مہینے میں فرائض کی عدم ادائیگی کی وجہ سے بونس تو کیا تنخواہ بھی نہیں ملے گی۔

اس روش کی بنیادی وجہ

آخر اس روش کی بنیادی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم غلاموں (انسانوں) کو آقائے حقیقی (اللہ رب العالمین) کا خوف، اس کے مرتبے و مقام کی پہچان، اس کی رضا کی اہمیت کا احساس اور اس کے سامنے حاضری کا دلی یقین نہیں ہے۔ یہ احساسِ خوف کس طرح ممکن ہے؟ یہ احساسِ خوف صرف صحیح عقیدہ توحید کی پہچان ہی سے ممکن ہے۔ صرف صحیح عقیدہ توحید ہی انسان کو دیگر خوفِ باطلہ اور اپنے جیسے دیگر غلاموں (انسانوں) کی غلامی اور اس غلامی کے ذیلی اثرات اور مطالبات سے بے خوف اور بے نیاز کرتا ہے اور اکیلے اللہ کی خوشنودی کے حصول اور اس کی ناراضگی سے بچنے کے کاموں کے لئے وقت کی قید سے بالا تر ہو کر چاہے رمضان ہو یا غیر رمضان مستعد رکھتا ہے۔

روزوں کے ذریعے ایک خاص تربیت

رمضان کے مہینے میں ہماری یہ خصوصی تربیت ہوتی ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں؛ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہوتا ہے۔ روزہ رکھ کر ہم بند کمرے میں بھی چلے جائیں تو پھر بھی ہم کچھ کھانے پینے کی جرأت نہیں کرتے کیونکہ اگر لوگ نہیں بھی دیکھ رہے تو وہ ذاتِ مقدس ضرور دیکھ رہی ہوتی ہے جس کے لیے ہم نے روزہ رکھا ہوتا ہے۔ اس تربیت کا بالکل یہی اثر ہماری زندگیوں میں ماہِ رمضان کے بعد بھی دکھائی دینا چاہیے، یعنی چاہے ہم لوگوں کی نگاہوں سے کتنا بھی اوجھل ہو جائیں پھر بھی صرف اس ڈر کی وجہ سے گناہ سے باز رہیں کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اگر ہم نے ماہِ رمضان کی اس تربیت سے ذرا سا بھی کچھ خلوص و صدق کے ساتھ سیکھا ہوگا تو بلاشبہ ہم سارا سال ہی گناہ کرنے سے اسی طرح خدا کا خوف دل میں رکھیں گے۔

اس عظیم روحانی تربیت کے بعد کل روزِ قیامت کوئی شخص یہ عذر نہیں کر سکے گا کہ نفس و شیطان کے مکر و فریب میں آ کر ہم گناہ کر بیٹھے کیونکہ ہر سال ایک ماہ کی تربیت میں شیطان کو قید کر دیا جاتا تھا اور روزوں کے ذریعے نفس کی اصلاح کی جاتی تھی، روزے کے ذریعے خواہشاتِ نفس کو گچھلا جاتا تھا اور تلاوتِ قرآن و تراویح کے ذریعے روحانی قوت میں اضافہ کیا جاتا تھا۔ جس طرح ملک کی حفاظت کے لیے فوج کو تیار کر کے سرحد پر کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ دشمن ملک میں داخل نہ ہو، اسی طرح ایمان کا ملک جو اعمالِ صالحہ کے ذریعے آباد ہے، اس

کی حفاظت کے لیے انسان کی روحانی تربیت کر کے اسے مستعد کر دیا جاتا ہے تاکہ شیطان ایمان و عقیدہ کو برباد نہ کر سکے۔

رحمتِ خداوندی سے لا تعلقی ممکن نہیں

ہم نے ماہِ رمضان کو تو رخصت کر دیا ہے لیکن یاد رکھیے کہ ہم اس کے فیضان اور رحمت کو رخصت کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ ہماری یہ نہایت بد قسمتی اور بد بختی ہوگی کہ اگر ہم سمجھیں کہ نیکی کے کاموں اور رب کی بندگی کرنے کی صرف ماہِ رمضان میں ہی زیادہ ضرورت تھی اور بس وہی مغفرت کروانے کا مہینہ تھا، بلکہ ہمیں چاہیے کہ ہم ہر وقت رحمتِ خداوندی، برکاتِ الہیہ اور مغفرتِ ربانی کے اُمیدوار و طلبگار رہیں کیونکہ اس کے بغیر ہم کچھ بھی نہیں ہیں، نہ ہماری دنیا کسی کام کی اور نہ ہی آخرت کسی فائدے کی۔ ہمارے پاس رب کا دیا ہوا سب کچھ موجود بھی ہو تو پھر بھی رب تعالیٰ سے مانگتے ہی رہیں، کیونکہ اللہ کی شانِ کریمی اور ذاتِ رحیمی ایسی ہے کہ اس سے اپنی ضرورت کے وقت ہی نہیں مانگا جائے بلکہ دعا کو عبادت سمجھتے ہوئے ہر وقت اس کے سامنے دستِ سوال دراز رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس کی رحمتیں مانگی جائیں، اس کی برکتیں حاصل کی جائیں، اس کی مغفرت کا سائل بنا جائے اور اس کی نعمتوں سے جھولیاں بھری جائیں، غرضیکہ جو بھی لیا جائے بس اس سے مقصود رب تعالیٰ سے تعلق جوڑنا اور اس کو اپنا داتا و مولا سمجھتے ہوئے اس کے حضور میں ”دعا“ کی عبادت بجالانا ہو۔

ہر ماہ: ماہِ رمضان ہو

سامعین! ہماری زندگی ایسی ہو جانی چاہیے کہ ہمارا ہر ماہ: ماہِ رمضان بن جائے تاکہ ہماری موت کے فوراً ہی بعد ہمیں رب تعالیٰ کی طرف سے خوشیوں بھری عید کا سماں دیکھنا نصیب ہو جائے، کیونکہ حقیقی اور اصل زندگی تو وہی ہے۔ اسی کو سنوارنا اصل مقصد ہے اور اسی کو بہتر بنانے کے لیے مومن اس دنیا میں آتا ہے۔ یہ دنیا تو بس ایک گزر گاہ ہے، ایک سفر اور ایک راستہ ہے، جہاں سے گزر کر ہم نے اپنے اصل مقامِ مقصود تک پہنچنا ہے۔ لہذا کوئی بھی باشعور اور عقل مند شخص سفر میں ہی ڈیرہ ڈال کر نہیں بیٹھ جاتا اور اسی کو ہی اپنا مقامِ مقصود نہیں سمجھ لیتا بلکہ وہ تو کوشش کرتا ہے کہ بس جلد از جلد اس کا یہ سفر ختم ہو جائے اور وہ اپنی اصل منزل پر پہنچ جائے۔

نفلی روزوں کا اہتمام

ہمارے ہاں عام ذہن اور اکثریت کا عمل یہ پایا جاتا ہے کہ روزے صرف ماہِ رمضان تک ہی محدود ہیں۔ ہاں فرضی روزے تو صرف ماہِ رمضان کے ہی ہیں لیکن نفلی روزوں کے لیے تو سارا سال ہے۔ اب اگر رمضان کے فرض روزے ختم ہو گئے تو روزوں سے چھٹی نہیں ہوگئی بلکہ نفلی روزوں کو اپنا شعار بنا بیٹے، جیسا کہ

شوال کے چھ روزے، یومِ عرفہ اور عاشورہ وغیرہ کے روزے۔ اسی طرح اگر رمضان میں راتوں کا قیام ختم ہو گیا تو قیامِ اللیل تو اب بھی ہے، اس کا اہتمام کیجیے اور تہجد گزار بن جائیے۔ لہذا ہمیں چاہیے کہ جس قدر استطاعت ہو راتوں کو جاگ کر رب کو راضی کیا جائے اور گاہے گاہے نفلِ روزے بھی رکھے جائیں، کیونکہ روزوں سے نفسانی خواہشات کو کچلنے، گناہوں سے بچنے، نیکی سے متصف رہنے اور اللہ کی قربت پانے کا سامان ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم چند خاص نفلِ روزوں کے صحیح اور مستند احادیث سے فضائل رقم کرتے ہیں۔

سوموار اور جمعرات کے روزے کی فضیلت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ يَغْفِرُ اللَّهُ فِيهِمَا لِكُلِّ مُسْلِمٍ، إِلَّا مَثَاجِرَيْنِ، يَقُولُ: دَعَّاهُمَا حَتَّى يَصْطَلِحَا))

”یقیناً سوموار اور جمعرات کے روزہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی مغفرت فرماتا ہے، سوائے دو باہم ناراض لوگوں کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان دونوں کو تب تک معاف نہ کرو جب تک یہ آپس میں صلح نہیں کر لیتے۔“ (صحیح مسلم: 1740)

ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنے کی فضیلت

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ))

”جس شخص نے ہر مہینے میں تین دن روزے رکھے تو یہ زندگی بھر روزے (رکھنے کے برابر) ہیں۔“ (سنن ترمذی: 762)

شوال کے چھ روزے رکھنے کی فضیلت

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ، وَاتَّبَعَهُ سِتًّا مِنْ شَوَّالٍ كُتِبَ لَهُ صِيَامُ السَّنَةِ))

”جس شخص نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے، تو اس کے نامہ اعمال میں پورے سال کے روزے لکھ دیے جاتے ہیں۔“ (صحیح ابن خزیمہ: 2115)

یومِ عرفہ اور یومِ عاشوراء کے روزے کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ سے یومِ عرفہ کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:
(يُكْفَرُ السَّنَةُ الْمَاضِيَّةَ وَالْبَاقِيَةَ))

”یہ گزشتہ سال اور آئندہ سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔“

پھر آپ ﷺ سے یومِ عاشوراء کے روزے کے بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:
(يُكْفَرُ السَّنَةُ الْمَاضِيَةَ))

”یہ گزشتہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔“ (صحیح مسلم: 1162)

اسی طرح سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(مَنْ صَامَ يَوْمَ عَرَفَةَ غُفِرَ لَهُ ذَنْبُ سَنَتَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ))

”جو شخص یومِ عرفہ کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے پے در پے دو سالوں کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔“

(الترغیب والترہیب: 1519)

ماہِ محرم میں روزے رکھنے کی فضیلت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

أَيُّ الصِّيَامِ أَفْضَلُ بَعْدَ شَهْرِ رَمَضَانَ؟

”ماہِ رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں؟“

تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((شَهْرُ اللَّهِ الَّذِي تَدْعُوهُ الْمُحَرَّمَ))

”اللہ کے مہینے کے، جسے تم محرم کہتے ہو۔“ (سنن ابن ماجہ: 1742)

ماہِ شعبان میں روزے رکھنے کی فضیلت

سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے آپ کو شعبان

سے زیادہ کسی اور مہینے میں (نفل) روزے رکھتے نہیں دیکھتا (اس کی کیا وجہ ہے؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((ذَلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ، وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيهِ

الْأَعْمَالُ إِلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ، فَأَحِبُّ أَنْ يُرْفَعَ عَمَلِي وَأَنَا صَائِمٌ))

”رجب اور رمضان کے درمیان میں یہ ایسا مہینہ ہے جس سے لوگ غافل رہتے ہیں جبکہ یہ وہ مہینہ ہے

کہ جس میں رب العالمین (کے دربار میں پیش کرنے کے لیے اس) کی طرف اعمال اٹھائے جاتے ہیں، چنانچہ

میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرا عمل اٹھایا جائے تو میں روزے سے ہوں۔“ (سنن نسائی: 2357۔ مسند احمد: 21753)

ایک دن کا روزہ رکھنے کی فضیلت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ، زَحَزَحَ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ بِذَلِكَ سَبْعِينَ خَرِيفًا))

”جس شخص نے اللہ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے چہرے کو ستر سال کی مسافت تک جہنم سے دُور کر دے گا۔“ (مسند احمد: 7990)

بہ حالت روزہ موت کی فضیلت

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:
 ((مَنْ خُتِمَ لَهُ بِصَوْمٍ يَوْمٍ مُحْتَسِبًا عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ))
 ”جس (کی زندگی) کا خاتمہ یوں ہوا کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے روزہ رکھا ہوا ہو، تو جنت میں جائے گا۔“ (السلسلة الصحيحة: 1645)
 دعا ہے کہ رب تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین